کشفِ حقائق

از:

اعلیحضرت امام اہلسنت مجددِ دین وملت محمد احمد رضا خاں فاضل بریلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
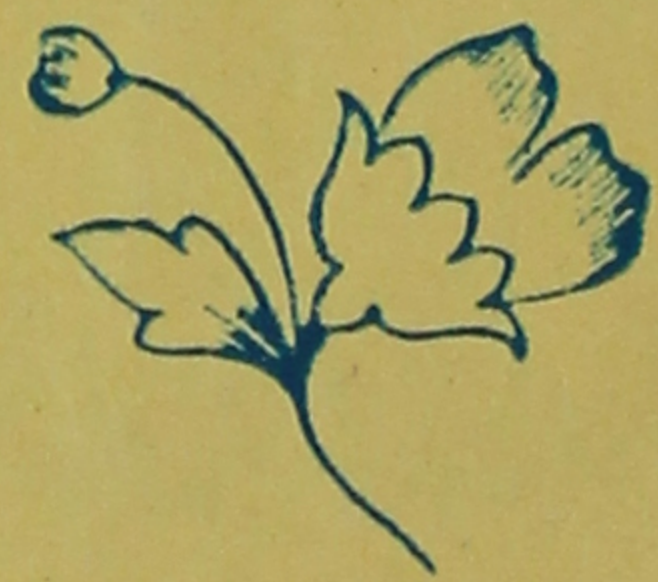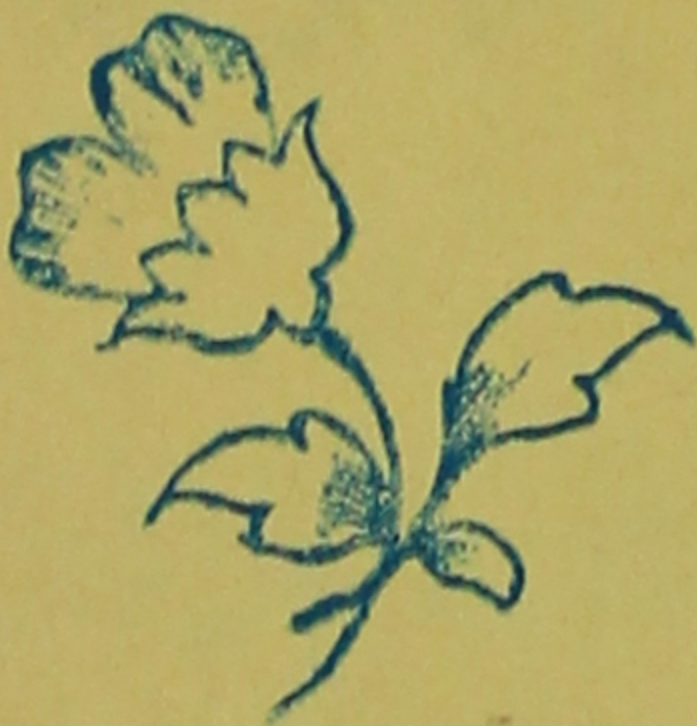
شائع کردہ:

رضا اکیڈمی بمبئی
۱۳۰ علی عمر اسٹریٹ
بمبئی ۳

ASL-237

Kashf-ul-Haqaiq — كشف الحقائق

Alahazrat Mohammad Ahmed Raza Khan Barelvi

Raza Academy Bombay (1308 H)

12 Pages

ASL-238

Al-Tohfat-ul-Marzia Alal Awradi-l-fathia

التحفة المرضية على الاوراد الفتحيه

Molvi Abdul Kabir Ghulam Nabi

Noor Mohammad Tajrani Kutb Sqr.

1961 / 1380 H

131 Pages

بعض شعائر تصوف کی شرح نہایت سلیس اور عام فہم و مبین جو تصوف کے بہت نہانی و دقیق عجیب مضامین پر مشتمل ہے

ازافادات

امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمّٰی بنام تاریخی

کشف حقائق و اسرار دقائق

۱۳ھ

بطفیل و کرامت:

شہزادۂ اعلیٰحضرت حضور مفتیٔ اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سول ایجنٹ:

نوری پبلشرز

۷۰- بابو کھوٹے اسٹریٹ، بمبئی ۳

اشاعت نمبر ۲۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از بڑودہ باڑہ نواب صاحب مرسلہ حضرت نواب سید
نور الحسن خاں بہادر ۲۵ شعبان ۱۳۰۶ھ

الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین
محمد والہ وصحبہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ وعلینا معھم اجمعین

امابعد ایں پاسخ اشعار وقت شعار تصوف اشعار حسب الارشاد لازم الانقیاد
حضرت عظیم الدرجہ جناب صاحب والامناقب نواب سید
نور الدین حسین خاں بہادر رئیس اعظم بڑودہ ادام اللہ تعالے اقبالھم
وضاعف اجلالھم بزبان عام اردو ومطالب سھل الحصول مطابق عقائد
اہل حق ومدارک افہام وعقول بتاریخ بست وپنجم شعبان المعظم روز جان افروز
دوشنبہ ۱۳۰۶ ہجریہ قدسیہ علی صاحبھا افضل الصلاۃ والتحیہ در بلاد بریلی
ملک ہند بنگارشِ خامہ نگار فقیر ذلیل ذرہ بمقدار عبد المصطفے احمد رضا محمدی سنی
برکاتی آل رسولی غفر اللہ لہ وحقق املہ باوصف قلت بضاعت وجہل
صناعت بامداد نور باطن حضور لامع النور سلالۃ الواصلین نقاوۃ
الکاملین بحر طریقت بدر حقیقت حضرت سیدنا ومولانا وشیخنا حضرت
سید شاہ ابو الحسین احمد نوری الملقب بمیاں صاحب قبلہ

مارہری ادام اللہ تعالےٰ فیضہم المعنوی والصوری درساعت واحدہ ریختہ شدہ
شعر اوّل سب پیر اور مشایخ میرا سوال بولو؛ صورت جلال کیا ہے اور کیا جمال بولو
الجواب اللہ جل وعلا رحیم بھی ہے اور قہار بھی ہے رحمت شان جمال ہے
اور قہر شان جلال۔ دوستوں کو انواع نعمت سے نوازنا اُن کے لیے
بہشت اور اس کی خوبیاں آراستہ فرمانا انھیں اپنی رضا و دیدار سے بہرہ مندی
بخشنا تجلی شان جمال ہے۔ دشمنوں کو اقسام عذاب کی سزا دینا اُن کے لیے
دوزخ اور اس کی سختیاں مہیا فرمانا انھیں اپنے غضب وحجاب میں مبتلا کرنا
تجلی شان جمال ہے۔ دشمنوں کو اقسام عذاب کی سزا دینا اُن کے لیے دوزخ
اور اُس کی سختیاں مہیا فرمانا انھیں اپنے غضب وحجاب میں مبتلا کرنا تجلی
شان جلال ہے۔ پھر دنیا میں جو کچھ نعمت و نقمت وراحت و آفت
ہے انھیں دونوں شانوں کی تجلّی سے ہے۔ کبھی یہ شانیں ایک دوسرے
کے لباس میں جلوہ گر ہوتی ہیں مثلاً دنیا میں اپنے محبوبوں کے لیے بلا بھیجنا
کہ اشد البلاء علی الانبیاء ثم الامثل فالامثل بظاہر شان جلال ہے
اور حقیقۃً شان جمال کہ اُس کے باعث وہ اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نعمتیں پاتے
ہیں قال اللہ تعالےٰ لاتحسبوہ شرالکم بل ہو خیرلکم اُسے
اپنے لئے بُرا نہ جانو بلکہ وہ تمھارے حق میں بہتر ہے۔ کفار کو کثرت مال
وغیرہ دُنیا کی راحتیں دینا بظاہر شان جمال ہے اور درحقیقت شان جلال
ہے کہ اُس کے سبب وہ اپنی غفلت وگمراہی کے نشے میں پڑے رہتے
ہیں اور ہدایت کی توفیق نہیں پاتے قال اللہ تعالےٰ ولا تحسبن الذین کفروا
انما نملی لھم خیر لانفسھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب الیم کافر کا مال کہ یہ
ڈھیل جو ہم انھیں دے رہے ہیں کہ وہ اور گناہ میں پڑیں اور اُن کے لیے ذلت کی

گر قبول افتد زہے عز و شرف

مارہے۔ تجلی جمال کے آثار سے لطف ونرمی وراحت وسکون ونشاط وانبساط ہے۔ جب یہ قلب عارف پر واقع ہوتی ہے دل خود بخود ایسا کھل جاتا ہے جیسے ٹھنڈی نسیم سے تازی کلیاں یا بہار کے مینہ سے درختوں کی کنچھیاں۔ اور تجلی جلال کے آثار سے قہر و گرمی وخوف وتعب جب اُس کا ورود ہوتا ہے قلب بے اختیار مُرجھا جاتا ہی بلکہ بدن گُھلنے لگتا ہے بلکہ اگر طاقت سے زیادہ واقع ہوتی ہے فنا کردیتی ہے۔ انھیں دونوں تجلیوں کا اثر تھا کہ ایک روز وعظ میں برسر منبر حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھا گیا کہ حضور کا جسم اقدس سمٹ کر ایک چڑیا کے برابر ہوگیا اور اُسی وقت یہ بھی مشاہدہ ہوا کہ تن مبارک پھیل کر ایک برج کی مثل ہوگیا اور دیکھا گیا کہ حضور منبر سے گرنے لگے یہاں تک کہ حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے دست اقدس کے سہارے روک لیا یہ وہ عظیم تجلی تھی جس کا تحمل بے قوت نبوت ناممکن تھا لہذا حضور اقدس سیّد عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قوت مصطفویہ سے مدد فرماکر اُس کا تحمل کرادیا اسی شان جلال کا اثر ہے جو حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم صلے اللہ تعالےٰ علی جدہ الکریم وعلیہ وسلم کے ایک مُرید پر حضور کے پیچھے نماز میں واقع ہوئی کہ سجدہ میں جاتے ہی جسم گُھلنے لگا گوشت پوست استخوان سب فنا ہوگیا صرف ایک قطرۂ آب باقی رہا حضرت غوثیت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بعد نماز روئی کے پارہ میں اُٹھاکر دفن کردیا اور فرمایا سبحان اللہ ایک تجلی میں اپنی اصل کی طرف عود کرگیا۔ اسی شان جلال کی بڑی تجلی ساعت قیامت ہے جو آسمان وزمین

اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے سب کو فنا کردیگی اسی لیے باری عزوجل
اُس دن یوں ارشاد فرمائے گا لمن الملك اليوم کل تک سب کہتے
تھے یہ ملک میری ہے یہ مُلک میرا ہے آج بتاؤ کسکی بادشاہی
ہے پھر خود ہی فرمائے گا لله الواحد القهار ایک اللہ قہر والے کی
اُس وقت باسم قہار اپنا وصف فرمائیگا کہ وہ تجلی شان قہر کی ہوگی۔
وحسبنا اللہ شعر دوم

خاکی بدن مقید کیونکر جمال حق کا ⁂ مطلق کی شان کیا ہی اسکی مثال ہو بو

الجواب اس کی ایک ظاہری مثال یوں سمجھنی چاہیے کہ جیسے آفتاب کا نور اپنی
ذات میں ایک ہی نہ اس میں صورتوں کا اختلاف ہی نہ قوت وضعف کا فرق ہی نہ جدا جدا
رنگ ہیں نہ متعدد نام ہیں وہی نور واحد پہلی شب کے چاند پر پڑا اور یہاں یہ صورت
پیدا کی کہ اُس کا نام ہلال ہوا پھر ہر روز نئی صورت اور زیادہ ترقی وقوت ہوتی رہی
شب چہار دہم اسی نور سے بدر کی صورت پیدا ہوئی پھر اس میں ضعف آتا گیا
یہاں تک کہ فنا ہو گیا۔ وہی نور واحد آئینۂ مصفا پر پڑے تو کیسی جھلک
دیتا ہے کہ نگاہ خیرہ و حیران اور دیواروں پر عکس نمایاں ہو اور صفائی
آئینہ میں کمی ہے تو نور میں کمی اور زمین پر پڑنے میں وہ بات کوسوں نہیں
کولوں وغیرہ سیاہ بے تابش چیزوں میں ایک ظہور کے سوا اور کچھ اثر
نہیں ہوتا وہی ایک نور ہے کہ جب قریب افق جانب مشرق سے
طولانی شکل پر چمکتا ہے اُس کا صبح اول نام رکھتے ہیں پھر جب پھیلتا ہے
وہی صبح صادق ہوتی ہے پھر جب سُرخی لاتا ہے وہی شفق ہے جب دن
نکل آتا ہے وہی دھوپ ہے یوں ہیں بعد غروب اس کے ظہور کے
تفاوت ہیں تو دیکھو ایک آفتاب کی تجلی اور اتنے اختلاف اور ہر حالت کے

اعتبار سے اُس کے جدا نام ہیں اور جدا اوصاف باینہمہ وہ نور اپنی ذات
میں ایک ہے اُس میں کوئی تغیر نہیں نہ وہ صبح اول کے وقت طویل ہو گیا
تھا نہ صبح ثانی کے وقت چوڑا نہ شفق کے وقت اُس نے لباس سرخ پہنا نہ دن
نکلتے زرد یا سفید نہ ہلال پر چمکتے وقت کمان ہو گیا تھا نہ بدر پر پڑتے بشکل
دائرہ نہ آئینہ پر چمکتے وقت قوت پائی تھی نہ زمین پر آتے ہوئے ضعف مگر یہ
سب اختلاف تغیر مظاہر میں ہیں جن کے باعث اُس شے واحد کی اتنی
تعبیریں اور اس قدر حالتیں ہو گئیں۔ بس یہی مثال نور مطلق ذات باری
عزوجل کی سمجھنا چاہیے کہ واحد حقیقی ہے تغیر و اختلاف کو اصلاً اُس کے
سراپردۂ عزت کے گرد بار نہیں پر مظاہر کے تعدد سے یہ مختلف صورتیں بیشمار
نام بے حساب آثار پیدا ہیں جنھیں ہم عالم نام رکھتے ہیں یہ ظاہری تفہیم کے
لیے ایک بہت ناقص و ناکارہ و ناتمام مثال ہے و لِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی۔ اس سے
زائد بیان سے باہر اور مرتبۂ عقل سے وراہے ع تا کرا بخشند و بکہ روزی دارند۔
شعر سوم مخفی میں کیونکہ تھا وہ سری میں کس طرح تھا ؂ پھر روح کیوں ہوا ہے
دل کا خصال بولو۔ الجواب۔ وہ نور پاک اپنی ذات میں نہایت ظہور
پر ظاہر ہے اور اپنے بے نہایت ظہور کے سبب باطن کہ نور جس قدر تابندہ
تر ہو گا نظر اُس پر کام کم کرے گی جب نور احدیت کی تابش غیر محدود ہے چشم
جسم و چشم عقل دونوں وہاں نابینا ہیں تو وہ اپنے کمال ظہور کے سبب کمال خفا
و بطون میں ہے پھر اپنے مظاہر و تجلیات میں تو اُس کا ظہور ذی عقل پر ظاہر
ہے اور اُسی نور کے متعدد پرتووں نے روح و قلب وغیرہ وغیرہ بے حساب
نام پائے ہیں جس طرح ہم ابھی مثال میں واضح کر آئے قلب و روح کی معرفت
بھی ہوتی من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

من عرف ربہ کلت لسانہ ناواقفوں سے فقط اتنا ارشاد ہوا قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا تو فرما روح میرے رب کے امر سے ایک چیز ہے اور تمھیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔ عالم دو ہیں عالم امرؔ عالم خلق الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العلمین عالم خلقؔ چیزیں جو مادہ سے پیدا ہوتی ہیں جیسے انسان حیوان نباتات جمادات زمین وآسمان وغیرہا کہ نطفہ وتخم وعناصر سے بنے۔ اور عالم امر وہ جو صرف امر کن سے بنا اُس کے لیے کوئی مادہ نہیں جیسے ملائکہ وارواح وعرش ولوح وقلم وجنت ونار وغیرہ تو فرمایا روح عالم امر سے ایک چیز ہے عقل کا حصہ اسی قدر ہے آگے اُس کی ماہیت اکابر اہل باطن جانتے ہیں سبحان اللہ آدمی خود اسی روح کا نام ہے اور یہ اپنے ہی نفس کے جاننے میں اس قدر ناکام ؎

تنت زندہ بجان جانِ نہانی ؛ تو از جان زندہ وجانزانہ دانی

اور سر وخفی وروح وقلب لطائف حضرات نقشبندیہ قدست اسرارہم سے ہیں جن میں تجلیات حق کے رنگا رنگ ذوق کا ادراک کار عیان ہے نہ کار بیان ع ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نہ چشتی۔

شعر چہارم

اربع عناصر اب یوں نکلے کہو کہاں سے ؛ مرتا سو کون اس میں کس کو وصال بولو

الجواب نور احدیت کے پرتو سے نور محمدی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم بنا اور اُس کے پرتو سے تمام عالم ظاہر ہوا اوّل پانی پیدا ہوا پھر اُس میں دھواں اُٹھا اُس سے آسمان بنا پھر پانی ایک حصہ منجمد ہو کر زمین ہو گیا اُس خالق عزوجل نے پھیلا کر سات پرت کر دیا پھر اسی طرح آسمان کے سات طبقے کیے یوہیں پانی سے آگ بنی ممکن ہے کہ پانی کسی قسم کی حرارت پاکر ہوا ہوا اور

ہُوا گرم ہو کر آگ یا جس طرح مولے سبحانہ و تعالے نے چاہا غرض پانی مادہ
تمام مخلوقات کا ہے امام احمد و ابن حبان و حاکم کی حدیث میں ابوہریرہ
رضی اللہ تعالے عنہ سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم
فرماتے ہیں کل شی خلق من الماء ہر چیز پانی سے بنی ہے موت بدن کے
لیے ہے جس کے معنے روح کا اُس سے جدا ہو جانا روح پہلے نہ تھی جب
بنی تو پھر اس کے لیے کبھی فنا نہیں یہی مذہب اہلسنت کا ہے ولہذا بعد
مرگ سمع و بصر علم و فہم وغیرہ تمام افعال کہ حقیقۃً روح کے تھے برقرار رہتے
ہیں بلکہ اور زیادہ ترقی پاتے ہیں جن کی مثال یوں سمجھیے کہ ایک پرند قفس
میں محبوس ہے اُس کی پرافشانی اُسی پنجرے کے لائق ہو گی پھر جب اُسے
نکال دیئے تو اُس پرواز میں دیکھیے فقیر نے اپنی کتاب حیات الموات فی
بیان سماع الاموات میں اس مسئلہ کو بحمد اللہ تعالے نہایت شرح و
بسط سے ثابت کیا ہے یہ روح اپنے معدن اصلی سے غریب الوطن
ہو کر قفس بدن میں بحکم الٰہی ایک مدت معین تک محبوس ہے جب وقت
آئے گا اپنی اصل کی طرف رجوع کرے گی۔ یاایتھا النفس المطمئنۃ ۵
ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اس کا نام وصال ہے

شعر پنجم

اوّل ہے روح علوی دوسری کا نام سفلی ٭ ایک روح دو صفت کیونکر بکر اکمال بولو

الجواب اس شعر کے دو معنے ہیں ایک یہ کہ روح مجرد ہے یعنی جسم اور
جسم کی سب آلایشوں سے پاک و منزہ یہ صفت اُس کی علوی ہے پھر وہی
روح اس جسم پر عاشق اور اس سے تعلق اور حیات دنیوی میں اُس کی عادی
کام اس جسم کے آلات پر موقوف یہ صفت اس کی سفلی ہے مگر

اُس بلندی سے اس تنزل میں آنے کے بعد ہی وہ اپنے کمالات کو پہنچتی ہے فلنا اھبطوا منھا آدم علیہ الصّلاۃ والسّلام کے لیے باعث ہزاران برکت و خیرات ہوا دوسرے یہ کہ انسان میں صفت ملکوتی وصفت بہیمی وصفت شیطانی سب جمع ہیں اگر صفت ملکوتی پر عمل کرے مُلک سے بہتر ہو اور اگر دوسری صفت کی طرف گرے بہائم سے بدتر ہو حدیث میں آیا ہے قال اللہ تعالیٰ عبدی المؤمن احب الی من بعض ملٰئکتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ مومن مجھے اپنے بعض ملائکہ سے زیادہ پیارا ہے اور کفار کے حق میں فرمایا اولٰئک کالانعام بل ھم اضل وہ چوپاؤں کی مانند ہیں بلکہ ان سے زیادہ بہکے ہوئے اور اُس کا کمال انھیں دو صفت کے اجتماع سے کہ جب وہ باوجود موانع کہ صفت بہیمی اُسے شہوات کی طرف بلاتی ہے اور صفت شیطانی خیرات سے روکتی ہے پھر ان کا کہنا نہ مانے اور اپنے رب کی عبادت وطاعت میں مصروف ہو تو اُس کی بندگی نے وہ کمال پایا جو عبادتِ ملائکہ کو حاصل نہیں کہ ملائکہ بے مانع وبے مزاحم مصروف عبادت ہیں اور یہ ہزار جالوں میں پھنسا ہوا اُن سب سے بچ کر بندگی بجا لاتا ہے ؎

فرشتہ گر بہ بیند جوہر تو ؛ دگر رہ سجدہ آرد بر در تو

شعر ششم

دِکھتا ہے جو کہ خاکی آنکھوں سے سب فنا ہے ؛ دکھتا ہے جس نظر سے وہ جگ اُجال ہو لو

الجواب ظاہر ہے یہ کہ آنکھیں فانی ہیں اور فانی باقی کو نہیں دیکھ سکتا لہٰذا دنیا میں دیدار الٰہی سوا حضرت سیّد عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی نبی مقرب کو بھی نصیب نہ ہوا ہاں چشم روح باقی ہے ہم ابھی

ذکر کرآئے کہ روح کے لیے تو اولیا نظر دل سے اُس جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کرتے ہیں اور روز حشر وہ آنکھیں ملیں گی جنھیں پھر کبھی موت و فنا نہیں تو اُس دن چشم جسم سے بھی مسلمان دیدار الٰہی تبارک وتعالےٰ سے مشرف ہوں گے اللھم ارزقنا آمین۔

شعر ہفتم

ہر چیز ذات حق سے معمور ہے ولیکن ؛ ملتا ہے کس محل میں ابرو ہلال بولو

الجواب۔ اس کا جواب وہ ہے کہ سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلاۃ والسلام سے مروی ہوا انھوں نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی الٰہی میں تجھے کہاں تلاش کروں فرمایا عند المنکسرۃ قلوبھم لاجلی اُن کے پاس جن کے دل میرے لیے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ ایک شخص حضرت سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا پنجوں کے بل گھٹنے ٹیکے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جگہ خوں رواں ہے عرض کی حضرت یہ کیا حال ہے فرمایا میں ایک قدم میں یہاں سے عرش تک گیا عرش کو دیکھا کہ رب عزوجل کی طلب میں پیاسے بھیڑیے کی طرح منہ کھولے ہوئے ہے بانگے برعرش زدم کہ ایں چہ ماجراست ہمیں نشان دیتے ہیں الرحمٰن علی العرش استوی یعنی جس کی تلاش میں تجھ تک آیا تیرا یہ حال پایا۔ عرش نے جواب دیا مجھے ارشاد کرتے ہیں کہ اسے عرش اگر ہمیں ڈھونڈا چاہے تو بایزید کے دل میں تلاش کر۔

شعر ہشتم

سب جسم ہی محمد موجود ذات حق ہے ؛ اسلام اور کفر کا پردہ سنبھال بولو

الجواب۔ حدیثوں سے ثابت ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام عالم نور حضرت سید العلمین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے پیدا کیا تو اصل ہر چیز کی نور سراپا ظہور حضور پُر نور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہے پس مرتبۂ ایجاد میں بس وہی وہ ہیں فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اپنے قصیدہ نونیۂ نعتیہ میں بحمد اللہ تعالیٰ اس نفیس مضمون میں بہت ابیات رائقہ لکھے ہیں منہا قولی ؎

خالق کل الوری ربک لا غیرہ ؛ نورک کل الوری غیرک لم یکن

ای لم یوجد ولیس موجودًا ولن یوجد ابدًا ۱۲ اور مرتبہ وجود میں صرف حق عزوجل ہے کہ ہستی حقیقۃً اُسی کی ذات پاک سے خاص ہے وحدت وجود کے جس قدر معنے عقل میں آسکتے ہیں۔ یہی ہیں کہ وجود واحد موجود واحد باقی سب مظاہر ہیں کہ اپنی حد ذات میں اصلا وجود وہستی سے بہرہ نہیں رکھتے کل شئ ھالک الا وجھہ اور حاشا یہ معنے ہرگز نہیں کہ من وتو زید وعمرو ہر شے خدا ہے یہ اہل اتحاد کا قول ہے جو ایک فرقہ کافروں کا ہے اور پہلی بات اہل توحید کا مذہب جو اہل اسلام وایمان حقیقی ہیں۔ یہی کفر واسلام کا پردہ سنبھالنا ہے۔

شعر نہم

نکتہ نہیں علم کا قرآں میں سمایا ؛ معنی علم کے نکتہ کے اب محال بولو

الجواب۔ علم کا نکتہ وہ باریک بات سمجھ میں نہ آئی یہاں اُس سے مراد ذات پاک باری عزوجل ہے کہ ہرگز اُس کی کنہ نہ فہم تصور میں آسکے نہ بیان وکلام میں سما سکے ادراک اُسکا محال اور خوض اُس میں ضلال

والعیاذ باللہ ذی الجلال قرآن اللہ عزوجل کا کلام اور اس کی صفت ہر صفت ذات میں ہوتی ہے ذات صفت میں نہیں آسکتی ؎

کس نہ دانست کہ منزل گہ آں یار کجاست
ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

ھذا واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وصلے اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

آمین

فقط